HARF-O-SUKHAN Urdu Research Journal of PAKISTAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

دور جدید کے عظیم شاعر شیخ ایاز کی اردو شاعری

(The Modern Poet Shaikh Ayaz Contribution in Urdu Poetry)

ڈاکٹر حاکم علی برڑو

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ پاکستانی زبانیں

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

Abstract: *Shaikh Mubarik Ayaz is the major voice of modern poets after Shah Abdul Latif Bhattai and Sachal Sarmast in Sindh. Shaikh Ayaz is known as the pioneer of modern poets. He gave more than sixty books of different genres of language and literature on Sindhi and Urdu languages. His poetry portrayed love, romance, patriotism and the depiction of landscape. He contributed his services in poetry،prose، biography and autobiography. Shaikh Ayaz is known as a revolutionary and progressive poet, who raised voice against poverty. The present research paper attempts to know about his contribution in Urdu poetry.*

سندھو دریا کے ساتھ ساتھ کروٹ لیتی تہذیب و تمدن نے انسانی سماج کے جتنے روپ اپنے رواں دواں تیز و تند اور کہیں کہیں انتہائی خرامہ خرامہ سکوت کے سنگ سنگ دیکھے اتنے دلکش رنگ کسی اور کے نصیب میں کہاں؟ ہمالیہ کے برف پوش پہاڑوں کے دامن سے نکلنے والا پُر جوش سندھو۔! جب بل کھاتا کوہستانی سلسلے سے نکل کر میدانی علاقہ گذار کے وادئ مہران میں داخل ہوتا ہے تو دھرتی کے تقدس میں دھیمے دھیمے سیرابی کے عمل کو پھیلاتا ہی چلا جاتا ہے جس سے مٹی کی سوندھی خوشبو فضاء کو مہکاتی ہے تو دوسری جانب مردم شناس اور جہاں بین دانشور اور آفاقی پیغام لئے شعراء سسی، مارئی، نوری، جام تماچی، مومل سئے لے کر شاہ عبداللطیف اور سچل سرمست تک دھرتی سے وابستہ علاقائی ثقافت کی وہ قوس وقزح بکھرتی ہے جس میں روح کو چُھو کر مسحور کر لینی والی سحر انگیزی جلوہ گر ہے۔

مسلکِ روحانیت کے قلندر کی دھمال اور ستاہ و سچل کے میٹھے سُروں کی لے وتال سے معطر سرزمین سندھ کے شہر رانی پورے کے بزگ سخی صالح شاہ جیلانی کے مرید اور خلیقہ خاص (1) غلام حسین مقیم شکارپور کے یہاں جو تین شادیاں کرنے کے باوجود ابھی تک بے اولاد تھا۔ اللہ رب العزت کے کرم خاص اور مرشد کامل کی دعا کے طفیل 2 مارچ 1923ء بمطابق 12 رجب المرجب 1341 ھجری بروز جمعۃ المبارک، داداں (جو پہلے نو مسلم اور غلام حسین کی تیسری زوجہ تھیں) کے بطن سے اولادِ نرینہ ہوئی (2) جس کا نام مبارک علی رکھا گیا، مبارک علی کے جد امجد درگاہی شیخ تھے۔ (3) مبارک علی کے دادا شیخ عبدالحکیم.بنگل 1848ء مین پیدا ہوئے اور 40 سال کی عمر میں اپریل 1888ء میں وصال کر گئے۔ (4) مبارک علی کے والد بزگوار غلام حسین 2 مئی 1875ء میں متولد ہوئے، شاعری کرتے "فقیر" تخلص (5) اور شکارپور کورٹ میں لاء ایجنٹ کی ملازمت پر مامور تھے (6)۔ 60 سال کی عمر میں 12 مارچ 1935ء کو ان کا انتقال ہوا۔ (7)

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

اسکول کے زمانہ طالب علمی میں، مبارک علی مبارک (8) سے معروف، بہاری لال ھریرام چھابڑیا کے رسالہ 'سدرشن' شکارپور کے سلنامے جنوری/فروری 1938ء میں بطور شاعر مبارک علی شیخ مبارک (9) کے نام سے متعارف ہوا اور پہلی طبع ہونے والی نظم 'مردِ خدا' تھی۔(10) مبارک علی نے شاعری میں اصلاح اپنے استاد کھیلداس فانی سے لی (11) اور سندھ کے دبستانِ شاعری کے افق کا قطبی ستارہ، مبارک علی المعروف شیخ ایاز ٹھہرا۔

تحریک آزادی ہند کے اثرات نے سندھ کے ادباء اور دانشوروں کو بھی بہت کچھ سوچنے پر مجبور کیا، دوسری طرف عالمی تناظر مین، ترقی پسند تحریک بھی اپنے انمنٹ نقوش ادب پر ثبت کر رہی تھی، سندھ میں سیاسی شعور عروج پر تھا۔ دیہات سے لے کر شہروں تک انقلاب اور اس کے ثمرات پر نقد و نظر جاری تھا۔ کراچی ترقی پسند اور انقلاب مائل سندھی اردو ادباء و شعراء کا مرکز بن کر ابھر رہا تھا ابھی تک ترقی پسند تحریک کی باقاعدہ تنظیم تو قائم نہ ہوئی تھی لیکن انجمن ترقی پسند مصنفین جو بعدازاں سندھی ادبی سنگت میں تبدیل کر دی گئی۔ اس کے تحت ادباء اور شعراء منظم ہو چکے تھے ان کی ادبی محفلیں پُرجوش سیاسی جلسوں کا منظر پیش کرتیں۔

یہ ذولسانی ادبی معرکے نوجوانوں کے لہو کو گرما دینے کے کرشمے دکھاتے اور اس طرح سندھ میں انقلاب کی تحریک روز بروز اپنی جڑیں مضبوط کرتی چلی گئی جس سے ہر ذی شعور متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔

شیخ ایاز اگرچہ کم عمری سے ہی ذولسانی شاعری کر رہا تھا۔ لیکن 1955ء تک اس کا محور اردو شاعری تھا۔ لیکن ایک انقلابی شاعر کی حیثیت سے ان کی بازیافت کراچی کی ان ہی ادبی تحریکیوں سے ہوئی جہاں انھوں نے اپنی پُرتاثر انقلاب انگیز نظم "باغی" اور "ملاح کا گیت" (12) پڑھیں جنھیں انقلاب کے متوالوں نے قومی گیت بنایا جس نے تحریک سے وابستہ لوگوں کے جوش و خروش کو اور طاقت بخشی۔

صبحِ آزادی کی سحر نمودار ہوئی، ایاز کا شعری سفر جاری رہا سندھ کے شعری روایات سے خمیری وابستگی اور بین الاقوامی ادب کے وسیع مطالعہ کا اقتساب ایاز کا وہ ہنر ہے جس نے اس کی اردو شاعری کو ہند اور سندھ کے مشترکہ ادبی ورثے کی حیثیت میں ڈھال دیا۔ اس کا مکمل ادراک خود شیخ ایاز کو بھی تھا "جب میرے دور کی تاریخی لکھی جائے گی تو محققین جان لیں گے کہ مجھے کالی داس، ودیاپتی اور "گیت گووند" کے مصنف جے دیو کی کویتا اتنی پسند تھی اور میں میرا جی کی مہانتا کو کیوں مانتا ہوں" (13) اور اس کا اظہار اپنی شاعری میں کچھ یوں کرتے ہیں:

لطیف۔۔۔ خسرو دو دیپ جلے

اک جمناماں کے کنٹھے پر

اک سندھوماں کے صحرا میں

دونوں میں انوکھی پیت کی لو

دونوں میں انوکھے پھول کھلے

سندھ میں اردو شاعری کی روایت قدیم اور اپنی تمام تر تہذیبی روایات کے تاریخی تسلسل کے ساتھ وارد ہوئی تھی اور یہاں کے باسی اس کی چاشنی اور دلگدازی کو اپنی روح میں بسانے سے باز نہ رہ سکے حتیٰ کہ شعوری کوشش کرنے والے بھی لاشعوری طور پر اردو کے گرویدہ ہوئے۔ یہ ہی وجہ ہے کہ شیخ ایاز کی اردو شاعری روایت اور جدت کا حسین امتزاج اور عالمی ادب کے شعری تخلیقات کو اردو کے قالب میں ڈھالنے کا فریضہ احسن طور ادا کرتی ہے۔

1954ء تک شیخ ایاز کی سندھی کی تین مطبوعات قاری کے ذوق مطالعہ کو ابھار چکی تھی گرچہ یہ تینوں افسانوی مجموعے تھے۔ ایاز جو ابھی تک تواتر کے ساتھ اردو شاعری کر رہا تھا اور اس کی کئی شاہکار منظوم نگارشات اس کے قادر الکلام ہونے پر گواہ تھیں۔ سندھ ادبی سرکل سکھر کے روح رواں 'سندھی اردو ادب کی ہم آہنگی کے داعی پروفیسر آفاق صدیقی نے ایاز کی اردو اور کچھ سندھی کلام کا ترجمہ کر کے، "بوئے گل نالائے دل" مرتب کی اور جولائی 1954ء میں اس کو اپنے تفصیلی دیباچے کے ساتھ سندھ ادبی سرکل سکھر کے تحت شائع کیا یہ اردو شعری دنیا سے شیخ ایاز کا پہلا بھرپور تعارف تھا اس شاہکار شاعرانہ تخلیق کے حوالے سے یہ کہنا بے محل نہ ہو گا کہ "آفاق صدیقی اردو شعری دنیا میں ایاز کا واسکوڈی گاما ہیں"۔(14)

"بوئے گل نالائے دل" میں نظمیں۔ گیت۔ غزلیں۔ ہائیکو اور سندھی شاعری کے کلاسیک سبھی کچھ ہے جو فکر کی نئی راہیں استوار کرتا ہے۔ شیخ ایاز آب و گل کی نیرنگیوں میں کوئی ماورائی کیفیت ضرور پاتا ہے، لیکن اس کی بے چین روح کسی زندہ حقیقت کی تلاش میں بھی ہے۔

میں نے دیکھا ہے اسے

کون کہتا ہے کہ وہ جلوہ مستور مرا واہمہ ہے

چاندنی راتوں کا احساس جمیل!

تو بتادے کہ وہ محبوب حسیں

میری آغوش میں کس طرح مچل جاتا ہے

اے شعور عارفانہ

پردہائے زندگی سے وہ نگاہ محرمانہ

جھانکتی ہے

ہر فسانہ اک حقیقت بن گیا

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

ایاز کی نظم میں بیدار ذہن کے اضطراب اور کرب کی حساسیت، لاشعوری امکانات کے شعوری نتائج پر سوچنے پر اکساتی ہے۔ابھی بوئے گل نالائے دل کی بازگشت دبستانِ اردو میں ہلچل مچا ہی رہی تھی کہ سندھ کے عظیم صوفی شاہ عبداللطیف بھٹائی کی شاعری کا منظوم اردو ترجمہ کر کے شیخ ایازؔ نے عاشقانِ اردو کے دل جیت لئے اور یہ بھی ثابت کر دیا کہ اُسے اردو شعری روایات، زبان کے رچاؤ، لوچ اور شاعری کی فنی بندشوں سے گہری وابستگی ہو چکی ہے۔"رسالہ شاہ عبداللطیف" کا ترجمہ ایازؔ نے اپنے مقرب دوست پروفیسر آفاق صدیقی کی شعری وہ علمی معاونت کے ساتھ تقریباً دو سال میں مکمل کیا، چھ ہزار دو سو تینتیس(6233)اشعار اور ایک سو چھیانوے(196)وائیوں کا یہ مجموعہ 1963ء میں سندھ یونیورسٹی نے شائع کیا۔

فہمیدہ ریاض نے شیخ ایاز کی ایماء پر انکی پانچ سندھی شعری تحقیقات کے منتخب کلام کو منظوم اردو ترجمہ 1979ء میں "حلقہ مری زنجیر کا" کے زیر عنوان کیا، تو اس سے وہ تمام خدشات دور ہوئے جس کے سبب ایاز کے کامل ذولسانی شاعر ہونے پر کچھ حلقوں کے تحفظات تھے۔اس مجموعہ کلام میں ترجمہ کا جو اعلیٰ معیار اور شعری غنائیت فہمیدہ ریاض نے قائم رکھی ہے اس سے ان کی تخلیقی اور اعلیٰ فنی مہارت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔دیکھئے:

آج کو تیا کے پنگھٹ پر

سرسوتی اور کالی نے مل کر

رس کے ڈھیر سمیٹے ہیں

برسوں کے بعد سنگم ہوا ہے

"مہاکوی" کوئی پیدا ہوا ہے۔

"حلقہ میری زنجیر کا" میں ایاز کی 1962ء سے 1973ء تک کی شاعری کا ترجمہ ہے جو ان کی ابتدائی شاعری مگر نمائندہ کلام کا عمدہ انتخاب ہے۔فہمیدہ ریاض کا ترجمہ ایسا ہی دو آتشہ ہے جس کا خمار بے پناہ ہے۔جس میں انہوں نے گیت، وائیاں، دوہے، بیت، غزلیں، نظمیں، اور ڈرامہ "دودو سومرو" کی موت کا ترجمہ بھی اتنی روانی، سادگی اور فصاحت و بلاغت کے ساتھ کیا ہے کہ ترجمہ بھی تخلیق معلوم ہوتا ہے۔شیخ ایاز کی اردو شاعری کا دوسرا مجموعہ "نیل کنٹھ اور نیم کے پتے" ہے۔اس میں 1947ء سے 1951ء اور 1973ء سے 1978ء تک کی شعری نگارشات شامل ہیں۔پہلے دور کے بارے میں غالب گمان ہے کہ بوجوہ شائع نہ ہو سکنے والے، 'کفِ گلفروش' میں یہ کلام شامل تھا۔"نیل کنٹھ اور نیم کے پتے" کا مزاج اور لب ولہجہ مفکرانہ اور دردمندانہ کیفیات کے ساتھ ہی استحصالی نظام کے خلاف پوری قوت سے نبرد آزما ہونے کی دلیلِ روشن ہے۔

میرے دیدہ ورو

میرے دانش ورو

پائوں زخمی سہی ڈگمگاتے چلو

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

راہ میں سنگ و آہن کے ٹکراؤ سے

اپنی زنجیر کو جگمگاتے چلو

شیخ ایاز نے اردو شاعری میں سندھی اصنافِ شعری کو مزاج کے تمام تر آہنگ کے ساتھ جس طرح برتا اور سمویا وہ اسی کا اثاثہ ہے۔ بیت، وائی، دوھے کی بندش سندھی شاعری کا خاصہ ہے ایاز نے جس روپ سنگھار کے ساتھ انھیں اپنی اردو شاعری میں اختیار کیا اس نے ذولسانی شعراء کے لیے تخلیق کے نئے زاویئے فراہم کیے ہیں۔

شیخ ایاز کا اسلوب کلاسیکی اردو غزل سے مختلف ضرور ہے لیکن اس میں غنائیت رچی بسی ہے جو غزل کو وائی اور بیت کی ہم رشتہ بنا دیتی ہے اس کی نظموں میں دھوپ چھاؤں کا موسم ہے جہاں داخلی اور خارجی محرکات ایک اکائی بن کر عالم وجدان سے در آتے ہیں۔ ایاز کے بارے میں یہ کہنا حقیقت کے قریب ہے کہ "ٹیگور کے بعد برصغیر میں شیخ ایاز واحد شاعر وادیب ہے جس نے ہر صنف سخن میں اپنی جودتِ طبع سے خوبصورت اضافہ کیا ہے۔(15)

شیخ ایاز کے وصال کے بعد ان کے دیرینہ دوست اور شاعر تاج جویو نے انتہائی تلاش و کوشش کے بعد ایاز کی ڈائریوں اور بکھرے ہوئے کاغذات میں سے ان کا تمام غیر مطبوعہ اردو اور سندھی کلام کو اکٹھا کیا اور پھر سندھی کلام کا ترجمہ کر کے اسے میری شاعری، میری صلیب" میں جمع کر دیا اس حوالے سے یہ ایاز کی تمام غیر مطبوعہ اردو شاعری کا احاطہ کرتی ہے۔ 2007ء میں منظر عام پر آنے والے اس مجموعہ کلام کے دیباچے میں تاج جویو کچھ یوں رقمطراز ہیں۔ جدید سماجی قومی اور عالمی شعور سے آراستہ ایاز نہ صرف بیسویں صدی کا شاعر ہے بلکہ وہ ماضی کا تسلسل حال کا ترجمان اور مستقبل کا رہنما شاعر ہے۔

شیخ ایاز کے اردو شعری کلیات میں تراجم کی صورت روز بروز اضافہ اچھی بات ہے اس سلسلے میں محکمہ ثقافت حکومت سندھ کا کردار قابل ستائش ہے۔ جس نے حال ہی میں بوئے گل نالہ دل، مرتب فہیم شناس کاظمی کے تحت میری شاعری میری صلیب مرتب و ترجمہ تاج جویو، دانش ایاز، مرتب و ترجمہ، آصف فرخی، شاہ محمد پیرزادہ، اوراق زریں مرتب، آصف فرخی، سخن آفرین مرتب و تجرمہ، فہیم شناس، حلقہ مری زنجیر کا، ترجمہ فہمیدہ ریاض، اے آہو چشم کدھر اور ساحل پر تلاطم ترجمہ قاضی مقصود گل انتہائی اہتمام سے شائع کیے ہیں۔

ادب ملک کے عمومی مزاج کی نشاندہی اور مستقبل شناسی کا معتبر پیمانہ ہے۔ وہ ہی ادب زندہ رہتا ہے جو اپنے سماج کی بھرپور عکاسی اور وہاں کے باسیوں کے دلوں کی آواز بنے۔ شیخ ایاز کا ادب میں اعلیٰ مرتبہ یوں بھی ہے کہ اس کی شاعری کا خمیر تاریخ کی زندہ روایتوں اور اٹل حقیقتوں سے اٹھا ہے مزاحمت کرتا ہے تو غمگسار بھی ہے، قدامت سے الجھتا ہے تو جدید فلسفہ حیات کا اعتبار بھی ہے۔ جدت طرازی کے جنون میں شعور سے بیگانہ بھی نہیں کہ لمحہ موجود کا انکار کرے۔ ایاز کی شاعری میں 'چاہت'، حُسن اور جوبن پانی کے بلبلے نہیں بلکہ ٹھوس اور دائمی حقیقت ہیں جو دل کو راحت اور سکون بخشتی ہیں۔(16)

سندھی، اردو کا یہ عظیم ذولسانی شاعر 28 دسمبر 1997ء کو اپنی حقیقی منزل کے لیے اس فانی جہاں سے رحلت کر گیا۔ بلاتردد کہا جا سکتا ہے کہ سندھو دریا جب تک رواں دواں ہے اس کی ہر لہر سے شیخ ایاز کی نغمگی چہار سو پھیلتی رہے گی۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

حوالہ جات

1. انور فگار ھکڑو، ڈاکٹر، شیخ ایاز، شخصیت اور فن، اکادمی ادبیات پاکستان، اسلام آباد، 2006ء، ص19
2. ایضاً، ص19
3. ایضاً، ص13
4. ایضاً، ص14
5. ایضاً، ص17
6. ایضاً، ص17
7. ایضاً، ص19
8. ایضاً، ص22
9. ایضاً، ص25
10. ایضاً25، ص
11. ایضاً، ص26
12. شیخ، طارق عزیز، انسائیکلوپیڈیا پاکستانیکا، مرتب، سید قاسم محمود، الفیصل ناشران وتاجران، کتب لاہور، 2008ء، ص570
13. شیخ ایاز، ساہیوال جیل کی ڈائری، ترجمہ، کرن سنگھ، مکتبہ دانیال، کراچی، س ن، ص92
14. ذوالفقار ہالے پوٹو، شیخ ایاز، ہر صدی کا شاعر، مشمولہ سہ ماہی "ابیات"، اکادمی ادبیات، اسلام آباد، جنوری/جون 2011ء، ص53
15. عادل، محمد علی، شیخ ایاز سای وژا، ترتیب نصیر مرزا، علی بالا پبلشرز، حیدر آباد، سندھ، 1998ء، ص400
16. ممتاز عمر، ڈاکٹر، ہمہ جہت شخصیت، مبارک علی شیخ ایاز، سہ ماہی "ادبیات"، اکادمی ادبیات، اسلام آباد، جنوری/جون، 2011ء، ص86